جنہیں ڈھونڈتے ہیں سب۔ ہر انجمن میں

فضیلۃ الشیخ حافظ امین الرحمن ساجد حفظہ اللہ تعالیٰ

ہمارے ممدوح وموصوف خادم کتاب اللہ قاری قرآن محمد رمضان جنہوں نے اپنی والدہ محترمہ کی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے خدمت قرآن کی خاطر اپنے آبائی علاقہ سے میلوں دور سرزمین فیصل آباد میں سکونت اختیار کی اور خصوصاً جامعہ سلفیہ میں تقریباً 42 سال اس مبارک عمل میں بڑی محنت وخلوص سے گزار کر زندگی کی 71 بہاریں دیکھ کر اگست 2015ء کو داعی حق کو لبیک کہہ گئے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جہان فانی میں جو بھی وارد ہوا واپسی اسکا مقدر ہے قرآن مجید نے اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ''وما جعلنا بشر من قبلک الخلد افامت فهم الخالدون '' اور یہ سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور صور اسرافیل تک جاری رہے گا لیکن بعض جانے والے ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی وجہ سے صرف اہل خانہ ہی سوگوار نہیں ہوتے بلکہ سارا ماحول اور متعلقہ ادارے بھی متاثر ہوتے ہیں ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک استاذی ومربی قاری رمضان رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جن کی رحلت سے جامعہ سلفیہ بھی متاثر ہوا ہے اور ان کے اٹھ جانے سے ان کی مثل گوہر نایاب ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

موصوف نے اپنی زندگی کو خدمت قرآن اور طالبین قرآن کیلئے وقف کر رکھا تھا اور آپ کو ہی یہ اعزاز حاصل ہے کہ سرزمین فیصل آباد میں سب سے پہلے حفظ قرآن کی درس گاہ کا اجرا کیا فیصل آباد میں آج موجود اہل حدیث مدارس اور موجود حفاظ قرآن ان شاء اللہ آپ ہی کا صدقہ جاریہ ہیں۔

قاری صاحب گوناں گوں اوصاف وکمالات کے حامل ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت تھے اور کسی ایک فرد میں ان کمالات کا جمع ہونا کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتا ہے۔ ویسے تو دنیا میں

بلکہ ہمارے قرب وجوار میں سینکڑوں علماء قراء اور اساتذہ وحفاظ موجود ہیں اور محسنین کی ایک طویل فہرست ہے لیکن جو خوبی انہیں ممتاز اور منفرد قرار دیتی ہے وہ ان کا مخلصانہ جذبہ' خدمت قرآن و متعلمین قرآن اور فداکارانہ ولولہ تبلیغ واصلاح ہے۔

راقم الحروف کو بھی حضرت قاری صاحب سے تلمذ ورفاقت کا شرف حاصل ہے چنانچہ ان کے خیالات میں ہمیشہ پاکیزگی کے ساتھ ساتھ جوش وولولہ' ایمان کی شیرینی' جماعتی ومسلکی حدت وشدت اور اپنے شعبہ سے کمال خلوص ووابستگی کا اظہار ہوتا بلکہ آپ خوش طبع وخوش مزاج بھی تھے وقت ملاقات نظریں چار ہوتے ہی مسکراتے ہوئے گلے لگا لیتے اور نہایت ہی مودبانہ انداز میں بڑے عمدہ الفاظ سے مخاطب کرتے جبکہ بات کرنے کا انداز بڑا بارعب وباوقار ہوتا تھا۔

جامعہ سلفیہ اور طلبہ جامعہ سے محبت

موصوف طلبہ سے ایسی محبت فرماتے کہ شاید باپ بھی اپنے بچوں کے ساتھ ایسی شفقت نہ کرسکتا ہو راقم نے اکثر انہیں فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری اصل اولاد تو یہ روحانی اولاد ہے یہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے محبت کا یہ عالم تھا کہ جامعہ کی ضروریات کیلئے ہمیشہ سرگرم رہتے قاری صاحب کی رحلت کے بعد ایک نشست میں ان کا تذکرہ چھڑ گیا تو پرنسپل جامعہ سلفیہ جناب پروفیسر محمد یٰسین ظفر صاحب دامت برکاتہم نے بتایا کہ حضرت قاری صاحب کا معمول تھا کہ نماز عصر کے بعد روزانہ شہر تشریف لے جاتے اور جماعتی احباب اور معاونین سے ملاقاتیں کرتے اور ان کو جامعہ اور طلبہ کی ضروریات سے آگاہ کرتے تمام احباب جماعت جانتے ہیں کہ عرصہ تقریباً سات سال سے جامعہ نے شعبہ حفظ مسجد غفور نسیم عبداللہ گارڈن میں منتقل کردیا تھا اور اس کی تمام تر نگرانی حضرت قاری صاحب کو تفویض کردی گئی تھی اور یہ علاقہ بالکل آبادیوں سے الگ تھلگ تھا لیکن پھر بھی قاری صاحب نے جنگل میں منگل لگا دیا تھا اور وہاں کی تمام ضرورتوں کو اکیلے پورا کرنے پر کمربستہ تھے طلبہ کی خدمت کا یہ عالم تھا کہ غفور نسیم طالبان قرآن کیلئے راشن بھی خود لیکر جاتے تھے حتی کہ ان کے شاگرد خاص حافظ محمد افضل مغل نے بتایا کہ یوم رحلت کی علی الصبح بھی طلبہ کا راشن اپنے ہمراہ لیکر گئے۔

راقم یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جامعہ سلفیہ اور مسجد غفور نسیم میں ان کے خون و پسینہ کی خوشبو رہتی دنیا تک محسوس کی جاتی رہے گی اللہ ان کی لحد پر رحمت فرمائے۔(آمین)

موصوف کا یہ جذبہ ابھی تک ہمارے ذہنوں میں تازہ ہے اور فوراً خیال انہی پر جاتا ہے راقم الحروف جامعہ سلفیہ کے شعبہ دعوت اور عوامی رابطے سے منسلک ہے تو حسب معمول امسال بھی چرمہائے قربانی کے سلسلہ میں مختلف احباب جماعت اور مساجد میں رابطے کیلئے پروگرام ترتیب دیئے تو حضرت قاری صاحب کی بے حد کمی محسوس کی گئی جیسا کہ اسی غرض سے شیخنا محترم حافظ مسعود عالم حفظ اللہ اور استادی شیخ مولانا نجیب اللہ طارق صاحب کے ہمراہ راقم کو سمن آباد مبارک مسجد جانے کا اتفاق ہوا تو اجلاس میں ایک شخصیت کا تذکرہ چل نکلا کہ ان سے رابطہ ضروری ہے طارق صاحب نے فوراً جس شخصیت کا انتخاب کیا وہ ہمارے ممدوح حضرت قاری صاحب تھے۔ پھر شیخ طارق صاحب بات کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں (کیونکہ انہیں یاد آ گیا کہ قاری صاحب تو فوت ہو چکے ہیں) پھر دیر تک قاری صاحب کی حسنات کا تذکرہ ہوتا رہا سچ تو یہی ہے کہ

یہی ہیں قاری صاحب جنہیں ڈھونڈتے ہیں سب ہر انجمن میں

اسی طرح امسال عید الاضحیٰ سے چند دن قبل غالباً 17 ستمبر 2015ء راقم کو خیابان کالونی میں چند افراد سے رابطے میں مشکل پیش آئی اس غرض کیلئے جب پرنسپل آفس جا کر جناب مدیر تعلیم سے گذارش کی تو آپ فوراً فرمانے لگے اچھا میں قاری رمضان صاحب سے بات کرونگا' لیکن بعد میں یاد آیا کہ وہ تو کب کے ہمیں داغ مفارقت دے چکے ہیں پھر چند لحظات سکوت فرمانے کے بعد موصوف کی خدمات جلیلہ کو یاد کرتے ہوئے ڈھیروں دعائیں دیتے رہے اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔

تربیت واصلاح کا جذبہ

حضرت قاری صاحب نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ''الدین النصیحہ'' کے عملی پیکر تھے اس لئے آپ دل کے انتہائی نرم اور زبان کے شیریں تھے زندگی میں وعظ و نصیحت تو متعدد

بار سننے کا موقع میسر آیا لیکن باقاعدہ ترنم میں ایک دفعہ ہی موقع ملا ہے کہ تقریباً 2005ء کی بات ہے کہ جامعہ سلفیہ میں رمضان المبارک کے سلسلہ اختتام قرآن کی روح پرور تقریب تھی جس میں بیان کیلئے راقم کو بھی شرف دیا گیا چنانچہ جب مانانوالہ سے نماز تراویح سے فارغ ہو کر جامعہ سلفیہ پہنچا تو حضرت قاری صاحب وعظ فرمار ہے تھے کیسا عمدہ انداز اور ترنم تھا کہ راقم اپنی تقریر کو بھول کر انہی کا دلدادہ ہو کر رہ گیا اور دل کر رہا تھا کہ وہی گفتگو کرتے رہیں۔ سارا مجمع جھوم جھوم جا رہا تھا۔

جامعہ سلفیہ کے شعبہ تبلیغ کے تحت شہر کی مختلف مساجد میں باقاعدگی سے دروس کا اختتام ہوتا ہے راقم نے متعدد باران سے گذارش کی تو انہوں نے ہر بار شرف قبولیت سے ہی نوازا بلکہ جامعہ سلفیہ کی طرف سے علاقہ گلیات میں بھی تبلیغی سلسلہ جاری ہے اس سلسلہ میں بالاکوٹ مسجد شہداء میں بھی انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا لیکن آئندہ جب بھی میں نے گذارش کی تو اپنی صحت کی وجہ سے معذرت کرتے رہے آپ کو آپ کے جو بھی شاگرد ملنے آتے تو انہیں ضرور کوئی نہ کوئی نصیحت فرماتے امسال جامعہ سلفیہ نے فیصل آباد کے اسکولز و کالجز کے طلبہ کے لئے ایک فہم دین کورس کا اہتمام کیا جو رمضان المبارک میں منعقد ہوا چنانچہ ایک دن حضرت قاری رمضان صاحب ملے اور اس عمل کو انتہائی سراہتے ہوئے فرمانے لگے ’’پروفیسر صاحب یہ کام آپ کو بہت پہلے کرنا چاہئے تھا۔ لیکن پھر بھی دیر آید درست آید‘‘

موصوف کا معمول تھا کہ مہینہ میں ایک بار جمعرات کو شعبہ حفظ کے تمام طلبہ جمع کر لیتے اور ان کی تربیت و اصلاح کی خاطر انہیں نصیحتیں فرماتے کہ ’’آپ قرآن کے لئے وقف ہو تو اس پر توجہ مرکوز رکھو اور خوب محنت سے اسے یاد کرو اور اپنا وقت ضائع مت کرو اور نماز کی پابندی کریں اپنے جسم اور لباس کو ہمیشہ پاک وصاف رکھیں کیونکہ اس علم اور اس راستے کے یہی تقاضے ہیں‘‘

قاری صاحب جب سے فیصل آباد تشریف لائے اسی وقت سے مسجد الفردوس میں باقاعدہ خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے اور آپ کے خطبات کے عنوان اکثر تربیتی ہی ہوتے تھے اور آپ فرقہ واریت سے مکمل اجتناب کرتے تھے۔ لیکن اپنے منہج سے کبھی بے وفائی نہیں کی بلکہ بہت زیادہ

محبت رکھتے تھے حتی کہ انتخابات میں بھی آپ کو معلوم ہوتا کہ کوئی اہل حدیث شریک ہے تو بہت خوشی محسوس کرتے چنانچہ 2005ء کے بلدیاتی الیکشن ہوئے تو جامعہ کے حلقہ سے ہمارے ایک مسلکی دوست ملک صغیر بھی الیکشن میں کھڑے تھے تو راقم نے حضرت قاری صاحب سے جب بات کی تو فرمانے لگے آپ مجھے نہ بھی کہتے تو تب بھی میں ووٹ انہیں ہی دیتا پھر انتخابات کے روز خود تشریف لے گئے اور پولنگ اسٹیشن پر راقم کو ڈھونڈ کر اپنی دلچسپی کا اظہار فرمایا'

عاجزی و انکساری

ان واقعات سے جہاں ان کا تربیت واصلاح اور مسلکی محبت کا اندازہ ہوتا ہے وہاں ان کی عاجزی وانکساری کا پہلو بھی عیاں ہوتا ہے کہ اپنے سے کم عمر سے بھی بڑھکر اس طرح ملتے جیسے برسوں سے شناسائی ہو اور بڑے احترام سے پکارتے بڑی عزت کے ساتھ نام لیتے اور اپنائیت کا احساس دلاتے کیونکہ وہ محبتوں کے امین تھے۔اور کبر ونخوت کا ذرہ شائبہ ان کی طبیعت میں نہ تھا وہ ہمیشہ روٹھنے والوں کو منانے کی فکر میں رہتے اور ''انا'' کے بت کو توڑنے کا عزم صمیم رکھتے ان کا دل بغض وعناد سے پاک تھا بڑے صاف گو انسان تھے ان کی حیات مبارکہ میں سینکڑوں ایسے واقعات بکھرے پڑے ہیں لیکن مجھے اس کا احساس تب ہوا کہ امسال رمضان سے قبل جناب پرنسپل صاحب کی جانب سے جب ڈیوٹی سونپی گئی مسجد غفور نسیم عبداللہ گارڈن میں قاری صاحب ایک عوامی جلسہ رکھنا چاہتے ہیں لہٰذا علماء سے رابطہ کیا جائے تو حضرت قاری صاحب کے مشورہ سے مولانا منظور احمد صاحب سے وقت لیا گیا جس کے لئے اشتہار قاری صاحب نے خود مرتب کروایا جب راقم کو اشتہار اور دعوت نامہ موصول ہوا تو اس حوالے سے راقم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے جلسہ میں عدم شرکت کا اظہار کیا پھر جب یہ بات قاری صاحب کو معلوم ہوئی تو فوراً فون پر رابطہ شروع کر دیا اور اتنے محبت بھرے لہجے سے مخاطب ہوئے کہ انکار کی گنجائش باقی نہ رہی اور پروگرام میں جا پہنچا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

☆......☆......☆......☆